جماعت پر مظالم کا تذکرہ۔ جھوٹ کے خلاف جہاد کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ / مارچ ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:۔

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ (النحل: ۱۰۶)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً مفتری لوگ تو وہی ہیں جو ایمان نہیں لاتے نہ کہ خدا کی طرف سے ہونے کا دعویدار یعنی یہ مفہوم اس میں شامل ہے گویا وہ لفظوں میں بیان نہیں ہوا۔ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بلاشک یقیناً وہی لوگ مفتری ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر اس کے نشانات پر ایمان نہیں لاتے۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ اور یہی وہ لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں۔

پاکستان میں مسلسل جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ہر قسم کے افتراء اور کذب سے کام لیا جا رہا ہے اور جو مختلف رنگوں میں مختلف صورتوں میں مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ وقتی طور پر کبھی کچھ دیر کے لئے دبتے ہیں تو پھر دوبارہ اور زیادہ شدت کے ساتھ شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اگر چہ دوسرے اہم مضامین کے بیان کی خاطر بسا اوقات لمبے عرصے تک ان مظالم کی تفصیل کا ذکر خطبوں میں نہیں کیا جاتا لیکن جماعت کی طرف سے خبر ناموں کی صورت میں تمام دنیا کو پاکستان کے حالات سے مطلع رکھا جا رہا ہے اور جماعتوں کو بھی مطلع رکھا جا رہا ہے، دوسری دنیا کو بھی جن کا جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں اس کو بھی مطلع رکھا جا رہا ہے لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ان کی مدد کے محتاج ہیں یا اپنے دردناک حالات بیان کر کے کسی رحم کی توقع رکھتے ہیں۔

دنیا کے ساتھ ہمارا معاملہ نہیں۔ ہمارا معاملہ صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ دنیا کی

روزمرہ کی جو کوششیں ممکن ہیں وہ کی جائیں۔امتثال امر میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہم ان ذرائع کو اختیار کرتے ہیں لیکن نہ غیر اللہ پر کوئی امید ہے نہ امید رکھنا مومن کی شان کے مطابق ہے اور نہ ہی کبھی غیر اللہ نے اللہ کے ان بندوں کی حقیقۃً مدد کی ہے جو خدا کی خاطر دکھ اٹھا رہے ہوں۔خدا تعالیٰ خود اپنی تقدیر کے ذریعے مدد کے سامان مہیا فرمایا کرتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ تقدیر مختلف صورتوں میں نازل بھی ہو رہی ہے لیکن جماعت احمدیہ پاکستان جن حالات سے گزر رہی ہے ان کے پیش نظر عموماً احمدی خدا تعالیٰ کی عقوبت کی تقدیر کا انتظار بھی کر رہے ہیں۔یعنی خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کے ذریعے جماعت کے زخموں پر پھائے رکھتا ہے جس طرح زخموں کی مرہم پٹی کی جاتی ہے اس طرح بے انتہا فضل نازل فرما کر ہماری توجہ دکھوں سے خوشیوں کی طرف پھیرتا ہے لیکن اس کے باوجود زخم تو اپنی جگہ موجود رہتے ہیں اور ان کی کسک بھی محسوس ہوتی رہتی ہے اس لئے طبعاً جماعت احمدیہ میں بہت سے دوست اس بات کے متقاضی ہیں، متمنّی ہیں، راہ دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عقوبت ظاہر ہو، اس کی پکڑ ظاہر ہو اور ان کے دکھتے ہوئے سینوں کو تسکین ملے۔

اس بارے میں میں جماعت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عقوبت کی تقدیر کی راہ دیکھنا فی ذاتہٖ بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا نمونہ نہیں۔خدا تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جھوٹے اور سچے میں کھلی کھلی تمیز کر کے دکھا دے، یوم فرقان کو جلد لے آئے۔لیکن یہ دعا مانگنا اور اس انتظار میں رہنا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب کسی قوم کو ملیا میٹ کر دے اور انتقام کے جذبات کو دل میں اس طرح پالنا کہ گو ہم تو اب خود اپنی ذات میں انتقام لینے کے اہل نہیں مگر خدا تعالیٰ ہمارا انتقام لے۔ یہ رجحان مومن کی اعلیٰ درجہ کی شان کے خلاف ہے۔گو بہت سے تاریخی واقعات سے پتا چلتا ہے کہ مومن بعض دفعہ ایسے دن کا انتظار کرتے بھی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ جو مکارم الاخلاق پہ فائز تھے یعنی جو چوٹی کے اخلاق ہیں ان کی بلندی پہ سرفراز فرمائے گئے۔اس لئے ان نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ہم انتقام کے جذبات سے مغلوب نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہے، جہاں تک کسی انسان کے بس کی بات ہے وہ خدا تعالیٰ سے عفو اور مغفرت اور رحم کی دعا مانگتا رہے۔ ہاں یہ دعا ضرور کرے کہ خدا تعالیٰ یوم فرقان جلد لے آئے۔ وہ دن جو کھرے اور کھوٹے میں کھلی کھلی تمیز کر کے دکھا دیتا ہے اور دراصل مومن کا دل یوم فرقان ہی سے ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

جہاں تک اس تکذیب کا تعلق ہے اور مظالم کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مسلسل جاری ہیں بلکہ بعض لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ سفا کی بڑھتی چلی جارہی ہے۔گزشتہ دو ماہ میں بہت سے واقعات جو ہوئے ہیں ان میں سے دو واقعات جو سفا کی اور جھوٹ اور افتراء کا مرقع ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۸ر جنوری ۱۹۸۸ء کو ۱۱ بجے دن تین اشخاص ڈاکٹر نصیر احمد صاحب پڈعیدن ضلع نوابشاہ کے کلینک میں داخل ہوئے، یہ ڈینٹسٹ تھے۔ ایک ساتھی کے متعلق انہوں نے کہا کہ چونکہ اس کو دانت کی تکلیف ہے اس لئے آپ اس کے دانت کا علاج کریں۔ چنانچہ انہوں نے کرسی پہ بٹھایا۔ اس کے دانت کا معائنہ کر رہے تھے کہ اچانک باقی دونوں نے ان پر خنجروں سے حملہ کر دیا اور وہ اپنی کلائیوں سے روکنے کی کوشش کرتے رہے پھر ایک چھاتی پہ گہرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے تو پھر وہ تینوں یہ نعرے لگاتے ہوئے بھاگے کہ ہم نے ایک سؤر کو مار دیا ہے اور کھلے بازار میں کسی نے ان کو پکڑا نہیں، کسی نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے مزاحم ہونے کے بعد یا مزاحم ہوئے بغیر ہی ان کے متعلق گواہی دی ہو کہ اس قسم کے لوگ تھے۔ جہاں تک اس دوسرے حصے کا تعلق ہے گواہی کا اس کے متعلق میں یقین سے ابھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ مقدمہ کی شکل میں جب یہ بات ظاہر ہوگی یعنی آگے چلے گی تو اس وقت پتا چلے گا کہ اس شہر کے، اس قصبے کے ارد گرد کے گواہ اتنی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں کہ نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں۔

لیکن ایک اور واقعہ اسی نوعیت کا پورے ایک ماہ کے بعد ۱۸ر فروری ۱۹۸۸ء کو بروز جمعرات شام ۷ بجے ہوا۔ وہاں بھی ایک میڈیکل سٹور میں یہ واقعہ گزرا۔ قاضی احمد نوابشاہ کے قریب ایک قصبہ ہے جہاں سے شاہراہ کراچی کی طرف جانے والی گزرتی ہے۔ اس قصبے میں ہمارے ایک میڈیکل سٹور کے مالک عبدالعزیز صاحب ہیں ان کے سٹور میں اچانک چار حملہ آور داخل ہوئے۔ ایک نے پیچھے سے ان کو دونوں بازوؤں کو لپیٹ کر اچھی طرح جکڑ لیا تا کہ وہ اپنا دفاع نہ کر سکیں اور تین ان پر خنجروں سے حملہ آور ہوئے۔ مختلف بڑے گہرے زخم ان کو آئے لیکن وہ باہمت انسان ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوا وہ کوشش کر کے ان خنجر کے وار کے جو اصل نشانے تھے ان کو ٹالنے کے لئے ادھر ادھر حرکت کرتے رہے۔ مثلاً اگر دل کی طرف خنجر کا حملہ ہے تو کوشش کر کے اس وقت ایک طرف ہٹ جاتے تھے تا کہ دل بچ جائے۔ ایک حملہ ان کی شہ رگ پر کیا گیا۔ وہ اس کو اس وقت بچانے کی خاطر وہ ایک دم آگے جھکے تو جس شخص نے ان کو پکڑا ہوا تھا وہ بھی آگے جھکا اور عین خنجر کے نشانے پر آ گیا اور اس کی اپنی شہ رگ کٹ گئی۔ اس عرصے میں قریب ہی ایک پکوڑے کی چھابڑی لگانے والا نوجوان تھا۔ اس کے پاس اور تو کچھ نہیں تھا اس نے وہ جس سے پکوڑے بناتے ہیں، کڑ چھا کہتے ہیں اس کو غالباً پنجابی میں اردو میں میں نہیں جانتا کیا کہتے ہیں، وہ لے کر بھاگا ان کی طرف اور اس نے غالباً ایک وار بھی کیا ان پر لیکن شور سن کر کچھ اور لوگ بھی اکٹھے ہونے شروع ہوئے اور وہ اسی حالت میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک آدمی جس کو خنجر لگا تھا وہ تقریباً دو سو گز کے اوپر جا کر گر گیا اور وہیں اس نے جان دے دی اور دو آدمی پکڑے گئے اور تیسرا بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد جہاں تک زخمیوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیر معمولی طور پر نصرت فرمائی اور خود وہ سرجن جن کے پاس یہ دوسرے مریض پہنچے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اس کے بچنے کا تو کوئی امکان بھی نہیں۔ اتفاق سے ان کا خون بھی O- یعنی منفی O گروپ کا تھا جو بہت شاذ کے طور پر ملتا ہے لیکن قاضی احمد کے عوام کے متعلق یہ کہنا ضروری ہے کہ انہوں نے شرافت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ کثرت کے ساتھ غیر احمدی تھے جو مدد کو آئے۔ وہ وین یا جیپ جس میں بھی ان کو زخمی حالت میں لے جایا گیا وہ بھی غیر احمدی دوستوں نے پیش کی۔ ہسپتال تک کثرت سے وہ پہنچے اور اپنا خون دینے کی پیشکش کی اور اس کے نتیجے میں بکثرت چونکہ لوگ پہنچے ہوئے تھے اتفاق سے دو آدمیوں کا منفی O بھی نکل آیا اور کچھ دوسرے ذرائع استعمال کئے، گلوکوز وغیرہ دئے گئے۔ بہر حال وہ وقتی طور پر تو ڈاکٹر نے کہا یہ بچ گئے ہیں لیکن جگر گہری طور پر کٹ چکا تھا اور اتنے کثرت سے گہرے وار آئے تھے کہ ڈاکٹر نے کہا تھا میں نے جو ممکن ہے کر دیا ہے لیکن بچنے کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس کو خدا رکھنا چاہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ ان کی جان بھی بچ گئی اور اردگرد لوگوں کے لئے ایک حیرت انگیز معجزہ بھی تھا اور سارے جو واقف کار تھے وہ حیران تھے کہ یہ کیسے ہو گیا۔ بہر حال یہ تو ان دو مظلوموں کے ساتھ گزرنے والے واقعات ہیں۔ جن لوگوں نے یہ ظلم کیا وہ علاقے کے معروف لوگ ہیں۔ ایک ان میں سے وہی ہیں جنہوں نے سکھر میں مظالم کا سلسلہ شروع کیا تھا اور علاقے کے بڑے مولوی اور پیر سمجھے جاتے ہیں۔ اسی دن یا دوسرے دن وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر پہنچے اور یہ رپورٹ درج کروانے کی کوشش کی کہ یہ شخص حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان میں بکواس کر رہا تھا۔ یہ چار جو مسلمان تھے یہ برداشت نہیں کر سکے اور یہ سکھر کے سکول میں پڑھنے والے اسی سکول میں جہاں سے پہلے مظالم کا سلسلہ شروع ہوا تھا یہ وہاں سے گویا کہ قاضی احمد آئے ہوئے تھے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ اس قدر بے حیائی ہو رہی ہے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی جا رہی ہے اکیلا آدمی دکان میں بیٹھا یہ کر رہا ہے تو انہوں نے اس پر حملہ کیا۔ اس کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن بہت سارے احمدی غنڈوں نے جو پہلے سے گویا سکیم بنا کر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے مزاحم ہونے والوں میں سے ایک کو قتل کر دیا، ایک کو اغوا کر لیا اور دو کو پکڑ کے پولیس میں پیش کر دیا۔ یہ پرچہ ہمارا لکھا جائے۔ پولیس نے سارے شہر کی گواہیاں تو نہیں لیں مگر سارے شہر کی زبان سے تو پولیس واقف تھی جو اس شہر میں واقعات گزرتے ہیں، کسی شہر میں واقعات گزرتے ہیں زبان زد خلائق ہوتے ہیں سب جانتے ہیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اکثر پہلی رپورٹ میں پولیس اس شہرت کے بالکل مخالفانہ کوئی پرچہ نہیں لیا کرتی۔ بہر حال پولیس کو خدا تعالیٰ نے اس وقت یہ ہمت دی کہ اتنے بڑے دباؤ کے باوجود انہوں نے وہ جھوٹا پرچہ درج نہیں کیا لیکن جو دو شخص پکڑے گئے تھے ان میں سے ایک نے خود

جو پرچہ داخل کرایا وہی دوسرے بیان کی تکذیب کر رہا ہے۔ اس میں اس نے یہ بیان کیا کہ ہم چار آدمی یہاں آئے تھے اس نیت سے کہ اس کو ماریں گے اور وجہ یہ تھی کہ ہمیں یہ ایسا لٹریچر دیتا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان کی گستاخی تھی اور احمدی بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کو مارنے کی نیت سے آئے لیکن اس دوران اس کے ساتھیوں نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کر دیا اور ایک کو پکڑ کر کہیں لے گئے اور باقی ہم جو ہیں ہم فریاد کے لئے حاضر ہیں۔ یعنی وہی مجرم جو پکڑے گئے تھے موقع پر یہ ان کی فریاد تھی۔ یہ سلسلہ پاکستان میں جاری ہے۔ جھوٹ اور کذب اور افترا کا۔ مارشل لاء اگر ہوتا تو بعینہ اسی طرح انہوں نے یہ کیس درج کرنا تھا جس طرح پہلے کرتے رہے ہیں۔ صرف فرق یہ پڑا ہے مارشل لاء کے ہٹ جانے کے نتیجے میں کہ پولیس اب اس طرح بے حیائی کے ساتھ جھوٹ درج نہیں کر سکتی جس طرح مارشل لاء کے زمانے میں فوجی حکومتوں کے کارندے کیا کرتے تھے اور یہ ایک وہاں پہلے کی نسبت اطمینان کی صورت ہے۔ آگے دیکھیں یہ ان کا دباؤ کیا صورت اختیار کرتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک تو میں جماعت کو دعا کی تلقین کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کسی احمدی کی عزت اور جان مال کی کوئی حفاظت کی ضمانت نہیں ہے۔ ایک قصبے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر شریفانہ سلوک ہوا ہے تو دوسرے قصبوں میں اسی طرح کے سلوک کی عام توقع نہیں ہے اور کسی جگہ بھی احمدی کی نہ جان کی حفاظت کی ضمانت ہے، نہ عزت کی حفاظت کی ضمانت ہے، نہ اس کے اموال کی حفاظت کی ضمانت ہے اور اس کے علاوہ بڑی کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اتنا گند اچھالا جا رہا ہے کہ دیواریں کالی کر دی گئی ہیں لکھ لکھ کہ جھوٹا ہے، جھوٹا ہے اور کئی قسم کے مغلظات بکے جاتے ہیں جلسوں میں اور طرح طرح سے احمدیوں کی ایذاء رسانی کی جاتی ہے۔ بکثرت احمدی ان حالات سے مجھے مطلع کرتے ہیں اور یہ ملک کے کونے کونے میں سلسلہ جاری ہے لیکن ساتھ یہ بھی بتاتے ہیں کہ عوام الناس اس آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے اور جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ اپنے معاملات میں مگن ہو چکے ہیں۔ ان کو اب اس میں دلچسپی کوئی نہیں رہی کہ احمدی کیا ہیں یا کیا کر رہے ہیں۔

یہ جو مضمون ہے اس بات کا میں نے بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے کہ یہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ یعنی عوام الناس کو کیا معلوم ہے کہ یہ مولوی جھوٹے ہیں اس لئے وہ یہ نہیں کر رہے یا کوئی اور وجہ ہے کہ وہ حرکت نہیں کر رہے۔ میرا تجزیہ مجھے یہ بتاتا ہے اور یہ اطلاعات پر مبنی ہے کہ اس دوران یعنی مارشل لاء کے دوران جب سے جماعت احمدیہ کی مخالفت حکومت کی طرف سے منظم طور پر کی گئی ہے کثرت کے ساتھ قوم جرائم کا شکار ہوئی ہے اور مذہب میں بالکل دلچسپی نہیں رہی۔ جتنا زیادہ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اتنا ہی زیادہ عوام الناس اسلام سے پیچھے

ہٹے ہیں اور قوم کے کردار کے کسی حصے میں بھی اسلام اب دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے ان کو احمدیوں کی دشمنی میں یا احمدیوں پر حملہ کرنے میں دلچسپی کا فقدان نہیں ہے کہ وہ سمجھتے ہیں یہ معصوم ہیں۔ عوام الناس کثرت سے اس پروپیگنڈے کے نتیجے میں آپ کو شاید واقعۃً وہی گندا وجود سمجھتے ہیں جس طرح آپ کے وجود کی تصویر کھینچی جا رہی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ مولوی کی بات بالکل نہیں مان رہے بلکہ گندا سمجھنے کے باوجود ان کو دلچسپی کوئی نہیں ہے۔ کوئی ان میں سے یہ نہیں کہتا کہ مولوی جھوٹا ہے۔ وہ جھوٹا احمدیوں کو ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اس کثرت سے پروپیگنڈا ہے اخباروں میں، کتب کے ذریعے، اشتہارات کے ذریعے دیواروں پر لکھا گیا ہے کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ عوام الناس اتنا شعور رکھتے ہیں کہ وہ سمجھیں کہ یہ سب جھوٹ اور بکواس ہے۔ پروپیگنڈا اپنی ذات میں ایک بہت بڑا قوی ہتھیار ہے اور جو کثرت سے جھوٹ بولا جاتا ہے تو وہ یقیناً اثرات پیدا کرتا ہے۔ اس لئے یہ صحت کی علامت نہیں ہے بلکہ ایک اور بیماری کی نشاندہی کرتی ہے بات کہ وہ کیوں ان باتوں کو ماننے کے باوجود جماعت احمدیہ سے بالعموم وہ بدسلوکی نہیں کر رہے جس کی مولوی توقع رکھتے ہیں۔ بعض قصبات میں تو دن رات جلسے ہو رہے ہیں، بے انتہا گند اچھالا جا رہا ہے اور عوام الناس ویسے احمدی کو دیکھتے ہیں تو ان کی نگاہوں سے پتا چلتا ہے کہ نفرت سے دیکھ رہے ہیں لیکن جس قسم کے عام فسادات مولوی پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ فسادات نہیں ہو رہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ساری قوم کو اس بدبخت دور نے جھوٹا بنا دیا ہے اور ساری قوم کو مجرم بنا دیا ہے۔

چنانچہ کثرت کے ساتھ یہ اطلاعیں مل رہی ہیں کہ آج سے دس سال پہلے جو نماز کا معیار تھا آج اس کا دسواں حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ جو شروع شروع میں نماز زبردستی پڑھائی جانے لگی تھی یا حکم جاری ہوئے تھے اور اس کے لئے باقاعدہ رخصتیں بھی دی گئی تھیں اب ان باتوں کا تذکرہ بھی مذاق میں کیا جاتا ہے اور جو پہلے چند نمازی پیدا ہوئے تھے ان احکام کے نتیجے میں وہ اپنے ساتھ بہت سے دوسروں کو بھی ساتھ لے گئے ہیں اور کثرت سے اب بے نمازی پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ شراب کے خلاف مہم تھی، محرمات کے خلاف مہم تھی کہ اسلام آ گیا ہے اب شراب یہاں اس ملک میں داخل نہیں ہوگی۔ اس کثرت سے سنا ہے اب شہروں میں شراب پی جاتی ہے کہ نوجوان، عورتیں، مرد ہر قسم کے، ہر طبقے کے لوگ بکثرت شراب پیتے ہیں۔

ایک پاکستان سے آنے والے دوست نے بتایا کہ ہم نے ایک ملازم رکھا اس سے پوچھا کہ کتنی تنخواہ لو گے؟ اس نے کہا مجھے تنخواہ کی ضرورت نہیں ہے مجھے اتنی بوتلیں مہینے کی دے دیا کریں۔ کہتے ہیں ہم حیران ہو کر اس کا منہ دیکھ رہے تھے یہ کیا کہہ رہا ہے اور وہ سنجیدہ تھا اپنی بات میں۔ اس کو انہوں نے یہی جواب دیا کہ اگر بوتلیں لینی ہیں

تو کسی اور جگہ جاؤ احمدی کے گھروں میں تمہیں بوتلیں نہیں ملیں گی لیکن یہ واقعہ اپنی ذات میں بہت ہی خطرناک صورتحال کا مظہر ہے۔یعنی مارشل لاء نے جو اسلام کے نام پر زندگی حاصل کی اس عرصے میں اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے یہ اس کی داستان ہے اور بعد میں جو بھی حکومت ہے وہ کلیۃً اس معاملے میں بے بس ہو چکی ہے۔ہے تو وہ سیاسی نام پر مارشل لاء نہیں ہے لیکن مارشل لاء کے بہت سے تحفظات اس حکومت کو حاصل ہیں اور خود مارشل لاء ہی کی پیداوار ہے اور انہی طاقتوں نے اس کو قائم رکھا ہوا ہے جو مارشل لاء کے پس پشت تھیں لیکن اس میں طاقت مارشل لاء کے دور سے بہر حال کم ہے اور اصلاح کی طاقت تو بالکل نام ونشان کو بھی نہیں۔بالکل بے بسی کا عالم ہے۔

شراب بہت مضر چیز ہے یعنی شیطانیت کی طرف لے جانے والا ایک آلہ کار ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس سے بھی بدتر چیز Drug Abuse ہے یعنی ایسی نشہ آور دوائیں جو زہر کا حکم رکھتی ہیں وہ صرف روح کو زخمی نہیں کرتی بلکہ جسم کو بھی زخمی کرتی ہیں، دماغ کو بھی زخمی کرتی ہیں، انسان کا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتیں۔اس کے متعلق اطلاعیں مل رہی ہیں کہ پاکستان میں اس قدر ڈرگز پھیل گئی ہیں سکولوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، گلیوں میں، مزدوروں میں، آجروں میں، اجیروں میں ہر جگہ یہ ڈرگز کی وبا پھیل گئی ہے اور ارب ہا ارب روپے کی تجارت ہے جو اسی پر مبنی ہے۔اتنے کثرت سے ڈرگ کے مریض وہاں بڑھتے چلے جا رہے ہیں کہ اس کے نتیجے میں اسی نسبت سے جرائم بھی بڑھ رہے ہیں کیونکہ ڈرگ کے عادی کو جب ایک دفعہ عادی بنا دیا جاتا ہے اس کے بعد انہی دواؤں کو جو پہلے نسبتاً کم قیمت پہ اس کو دی جاتی ہیں بعد میں زیادہ دام وصول کئے جاتے ہیں۔یہ ہے بنیادی اس ریکٹ کا راز۔یعنی پہلے ایک آدمی کو مفت بھی دے دیتے ہیں ڈرگ اس کے بعد جب اس کو اس کا مزہ پڑتا ہے تو اس کو تھوڑی سی قیمت وصول کرنی شروع کر دیتے ہیں۔پھر جوں جوں وہ عادی اور مجبور ہوتا چلا جاتا ہے اس سے زیادہ پیسوں کا مطالبہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ بہت سے ایسے واقعات جو احمدیوں کے علم میں ہیں جو مجھے بتاتے ہیں ان میں سے اس قسم کے بھی نہایت ذلیل اور خوفناک واقعات ہیں کہ ایک لڑکے کو ڈرگ کی عادت پڑی ہے وہ پیسے نہ ہونے کے نتیجے میں شروع میں تو گھر سے مانگ کر لے جاتا رہا پھر اس نے اپنی ماں کو مارنا شروع کیا اور جب بھی ضرورت پڑتی تھی ماں کے اوپر ظلم کر کے اس سے پیسے اگلواتا تھا۔یہاں تک کہ پھر گھر کی چوریاں بھی شروع کیں زیور بیچ دیئے، دوسری چیزیں اٹھائیں اور چرائیں اور جس حد تک بھی اس کے بس میں تھا ہر قسم کی شیطانی حرکتیں کر کے اس نے اپنی اس طلب کو پورا کرنے کی کوشش کی۔اور یہ واقعات ایک دو نہیں ہیں کثرت کے ساتھ سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور گھر پر جب مظالم کے بعد گھروں میں کچھ باقی نہیں رہتا تو یہی لوگ پھر چور اچکے بنتے ہیں،

لوگوں کے گلے کاٹتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں اور کئی قسم کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس صورتحال پر مستزاد یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ ہتھیار ملک میں پھیل گئے ہیں۔ جو امریکن حکومت کی طرف سے افغانستان کے مجاہدین کے نام پر مدد دی گئی تھی خود ان کے ماہرین کی طرف سے جو رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ مجاہدین تک صرف پچیس فیصد ہتھیار پہنچے ہیں اور جہاں تک روپے کا تعلق ہے ان کا خیال ہے کہ اس سے بھی کم روپیہ مجاہدین تک پہنچا ہے اور آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہاں کیا حال ہوا ہوگا۔ ایک ایسے ملک میں کیا حال ہوا ہوگا جہاں دو ارب روپے کے بعض ہتھیار بھجوائے گئے اس میں سے پچھتر فیصد ہتھیار ملک کے اندر کہیں ادھر ادھر تقسیم کر دئے گئے۔ وہ روپیہ کہاں سے آیا، یہ ڈرگ کے چکر کے ساتھ اس بات کا بھی تعلق ہے اور جو روپیہ امریکہ نے افغانستان کے مجاہدین کے لئے بھجوایا وہ روپیہ بھی ملک کے اندر ہی تقسیم ہوا ہے اسی روپیہ سے پھر یہ ہتھیار بھی خریدے گئے اور بھی کئی قسم کے ایسے موجبات ہیں جن کے نتیجے میں ملک کے اندر روپیہ بڑھ رہا ہے۔ ایک طرف غربت اور فلاکت بھی بڑھ رہی ہے بعض طبقوں میں دوسری طرف روپیہ بھی بہت بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ آنے والے یہ بھی بتاتے ہیں کہ ساری قوم روپے کے دھندے میں مشغول ہو چکی ہے جس طرح بھی ہو سکے روپیہ کمانا ہے اور بے شمار روپیہ دکھائی دیتا ہے۔ ہتھیار کثرت سے ہیں، شراب کثرت سے ہے اور بد اخلاقیاں جن کی تفصیل یہاں خطبہ میں بیان کرنا مناسب نہیں وہ کثرت کے ساتھ ہیں۔ جؤا، قمار بازی یہ کثرت سے ہیں اور نمازوں سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اب تعلق گویا ہمیشہ کے لئے ٹوٹ چکا ہے۔ جس قوم کا یہ حال ہو وہ مذہبی تحریک کے نتیجے میں کیسے اکسائی جا سکتی ہے۔ ان کی دنیا بدل چکی ہے، ان کی دلچسپیاں مختلف ہو چکی ہیں اور ہمارے لئے یہ خوشی کی بات نہیں بلکہ ایک نہایت ہی تکلیف دہ خبر ہے کیونکہ جماعت احمدیہ نے تو سچائی پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے، جماعت احمدیہ نے تو اخلاق کو سدھارنا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ سچائی اور اخلاق کی علمبردار نہیں تو پھر مذہب کی کوئی بھی حقیقت نہیں اور جتنی قوم جھوٹ کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے اتنا جماعت احمدیہ کی مشکلات بڑھتی چلی جارہی ہیں۔

اس لئے ایک طرف بظاہر اطمینان کی صورت ہے کیونکہ ساری قوم جھوٹی ہو چکی ہے، ساری قوم دین سے بیزار ہو چکی ہے، اپنے قول اور اپنے عمل میں پیچھے ہٹتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو مذہب کے نام پر اس طرح مظالم کا نشانہ بنانے کے لئے عوام تیار نہیں ہے۔ یہ صورت بظاہر مطمئن کرنے والی ہے ایک پہلو سے لیکن جس جماعت کا مدعا، زندگی کا مقصد یہی ہو کہ اس نے دین کو قائم کرنا ہے، اس نے سچائی کو قائم کرنا ہے، اس نے کھوئے ہوئے اخلاق کو دوبارہ حاصل کرنا ہے اور مٹی ہوئی نیکیوں کو دوبارہ اجاگر کرنا ہے اس جماعت کے لئے کتنی بڑی مشکلات

پیدا ہو چکی ہوں گی اس ملک میں اس کا تصور کریں۔ حکومت خود تسلیم کر چکی ہے بار بار، وہی حکومت جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم اسلام کی حفاظت کی خاطر آئے ہیں اور جب تک ہم اسلام کی خدمت مکمل نہ کر لیں ہم جانے کے لئے تیار نہیں۔ وہی سربراہ کھلے بندوں بار بار اعتراف کر چکے ہیں کہ یہ قوم نہ کردار میں مسلمان ہے نہ مسلمان کہلانے کی مستحق باقی رہی ہے۔ کسی پہلو سے بھی اس قوم میں مسلمانوں والی کوئی بات نہیں رہی۔ گویا یہ مقصد تھا ان کے آنے کا اور ابھی تک یہ فرمایا جا رہا ہے کہ ابھی میرا مقصد پورا نہیں ہوا۔ وہ آگے کون سے دن دیکھنے باقی ہیں اللہ بہتر جانتا ہے لیکن صورتحال یہی ہے کہ یہ قوم اپنے قول اور اپنے فعل میں جھوٹی ہو چکی ہے اور جھوٹی زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔

پس وہ احمدی جو یہ لکھتے ہیں کہ بڑے دردناک حالات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی جا رہی ہے اخباروں میں، کتابوں میں، رسائل میں۔ معمّوں کی شکل میں اخباروں میں چھپتے ہیں معمّے کے بتاؤ کذاب نبی کون ہے اس زمانے کا اور جو صحیح بتائے گا اس کو یہ انعام ملے گا۔ اس قسم کے حالات گزر رہے ہیں اور ہمارا دل دکھ رہا ہے۔ ان کو قرآن کریم پہلے ہی جواب دے چکا ہے۔ قرآن کریم ان کو بتا چکا ہے کہ جو مفتری ہوں خود وہ ایمان نہیں لایا کرتے اور جو ایمان نہیں لاتے وہ جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔ یہ دو جگہ قرآن کریم نے اس آیت میں جھوٹ کا ذکر فرمایا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ فرمایا اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وہ لوگ جو افترا کے عادی ہو چکے ہوں، جن کی روزمرہ کی زندگی میں جھوٹے مقدمے بنانا، ایک دوسرے پر جھوٹ گھڑنا، جھوٹی باتیں مشتہر کرنا ان کی زندگی کا ایک جزو لاینفک بن چکا ہو، ایسا حصہ بن گیا ہو ان کی زندگی کا جو ان کی زندگی کے مزاج کے طور پر داخل ہو چکا ہے۔ فرمایا لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ اللہ کی آیتوں پر کیسے ایمان لائیں گے کیونکہ جھوٹے لوگ سچائی پر ایمان نہیں لایا کرتے۔ فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ تمہیں کیوں دکھائی نہیں دیتا کہ یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ یعنی دو جگہ جھوٹ کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے یہ تجزیہ فرمایا گیا کہ ایمان نہ لانے کی اصل بنیاد یہ ہے کہ پہلے جھوٹے ہو چکے ہیں یہ اور جو دل کا سچا نہ ہو اس کو خدا تعالیٰ ایمان لانے کی توفیق ہی عطا نہیں فرماتا۔ اس کے مزاج کے مطابق نہیں ہوتا ایمان۔

اسی لئے جس قوم میں آپ کثرت کے ساتھ افترا پردازی دیکھیں گے اس کے متعلق یہ توقع رکھنی کہ وہ ایمان لے آئے گی یہ غلط ہے قرآن کریم کی اس ازلی ابدی سچائی کے بیان کے خلاف ہے جو یہاں اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔ دوسرے فرمایا کہ یہ بات خود ان کو جھوٹا ثابت کر رہی ہے۔ یہ کیوں نہیں تم ان کے سامنے بات رکھتے۔ دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کرنے والا جھٹلایا جا رہا ہے اگر جھٹلانے والے جھوٹے

ہیں تو ان کا جھٹلانا اس کی تصدیق ہے۔ ان کا جھٹلانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ سچا ہے۔

اب دو قسم کے لوگ ظاہر ہوتے ہیں ہر دعویدار کے وقت میں۔ ایک وہ لوگ جو ایمان لے آتے ہیں ایک وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں۔ کیسی پیاری، کیسی واضح صاف دلیل قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھ دی کہ ایسی صورت میں دعویدار کی سچائی کو اس طرح پرکھا جائے گا کہ اگر اس پر ایمان لانے والے جھوٹے اور بدکردار لوگ ہیں تو پھر ان کا ایمان اس کو جھٹلائے گا۔ ان کی تصدیق کوئی بھی معنی نہیں رکھے گی اور اگر اس کے منکرین جھوٹے ہیں اور بدکردار ہیں اور افترا ان کی زندگی کی عادت ہے تو پھر ان کی تکذیب پہ تمہیں کیا تکلیف ہو سکتی ہے ان کی تکذیب تو اس کی تصدیق ہے حقیقت میں کیونکہ جھوٹا جس کو جھٹلائے گا وہ فی الواقعہ دراصل اس کی تصدیق کر رہا ہوتا ہے کیونکہ جھوٹے کی ہر بات جھوٹی ہوتی ہے۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو جتنا زیادہ جھٹلایا گیا ہے اتنا ہی ان کے جھوٹ کا مرض ظاہر ہوا ہے اور ساری قوم ہر پہلو سے ننگی ہو کر سامنے آگئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو ایک دوسری جگہ اس مضمون کو بیان فرمایا اس میں یہی بات دراصل ایک اٹل حقیقت کی طور پر پیش کی گئی ہے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑪ کہ ان کے دل کی بیماریاں جو پہلے مخفی تھیں خدا تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ وہ بیماریاں کھل کر منظر عام پر آجائیں، سطح پر ظاہر ہو جائیں۔ چنانچہ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا خدا نے ان کی بیماری کو بڑھا دیا۔ جب مخفی بیماریاں بڑھتی ہیں تو پھر ظاہر ہو جایا کرتی ہیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ فرمایا ان کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے کیونکہ یہ جھوٹ بولنے والے لوگ ہیں۔

اس لحاظ سے پاکستان میں جھٹلانے والوں کا دن بدن خود جھوٹا ہوتے چلے جانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق ہے، آپ کی تکذیب نہیں ہے۔ دن بدن ان کا اور گندے ہوتے چلے جانا اس بات کو کھلا کھلا ثابت کر رہا ہے کہ یہ جھٹلانے والے لوگ خدا کی نظر میں سچے نہیں ہو سکتے اگر سچے ہوتے تو ان کو یہ جزا نہ ملتی اللہ کی طرف سے کیونکہ جھوٹے کے خلاف جہاد کرنا اس کے خلاف تحریک چلانا یہ خدا کی نظر میں تو ایک بہت ہی پیارا اور مقبول فعل ہونا چاہئے۔ جھوٹوں کے خلاف جو لوگ جہاد کرتے ہیں، ان کی تکذیب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور دن بدن ان میں زیادہ سچائی کی علامتیں ظاہر فرماتا چلا جاتا ہے۔

اس لئے اگر ایک وقت میں قوم دو حصوں میں بٹ جائے، ایک ایمان لانے والا اور وہ سچے ہوں، ایک تکذیب کرنے والا حصہ جو جھوٹا بھی ہو اور دن بدن جھوٹ میں بڑھ رہا ہے تو پھر کسی میں ادنیٰ سی بھی عقل ہو وہ اس

کے سوا نتیجہ نکال ہی نہیں سکتا کہ جھوٹے کو ماننے والے سچے نہیں ہو سکتے اور جھوٹے کی تکذیب کرنے والے اگر خود جھوٹے ہیں تو جس کی وہ تکذیب کر رہے ہیں وہ پھر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح خدا تعالیٰ ملک میں اس حقیقت کو دن بدن زیادہ کھلا کھلا، زیادہ واضح فرماتا چلا جا رہا ہے اور جس یوم فرقان کا میں نے ذکر کیا تھا اس کا اس مضمون سے تعلق ہے۔ قرآن کریم جو فرماتا ہے یوم فرقان، ایک ایسا دن آتا ہے جب کھوٹے اور کھرے میں، جھوٹے اور سچے میں تمیز کر کے دکھائی جاتی ہے۔ وہ دن یوں نہیں آجایا کرتا اچانک جس طرح کوئی بلائے ناگہانی واقع ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر میں اس کی تیاریاں کی جاتی ہیں اور یہ وہ تیاریاں ہیں جو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں۔ آپ کو خدا یوم فرقان کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب خوب بات کھل جاتی ہے اور معاملہ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے پکڑ آیا کرتی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا واقعہ بھی ہو جاتا ہے لیکن مومن کی یعنی اعلیٰ درجہ کے مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ اس عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا انتظار کرتا رہے۔

مومن کو بصیرت کے ساتھ اور بصارت کے ساتھ ان واقعات کو دیکھ کر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یوم فرقان تو ظاہر ہو گیا۔ وہ تو خدا تعالیٰ نے فرق کر کے دکھانا شروع کر دیا ہے۔ اب یہ آگے جا کر کس شکل میں خوب کھل کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عذاب پر منتج ہوگا یہ ایک منطقی نتیجہ ہے اس کے لئے صرف وقت کا انتظار ہے مگر ایسی قومیں جو اس نہج پر چل پڑیں ان کے زندہ رہنے کے کوئی امکان نہیں ہوا کرتے۔ اس میں کسی مذہبی استدلال کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کے کردار جو اس وقت بدقسمتی سے ہمارے پیارے وطن میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ کردار تاریخ میں آپ مطالعہ کر کے دیکھیں جب بھی قوموں میں ظاہر ہوئے ہیں ان کو ہلاکت کی طرف لے گئے ہیں۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کو ہلاکتیں دیکھنے کے لئے تماش بین کے طور پر پیدا نہیں کیا گیا۔ آپ کو تو ہلاک ہونے والوں کو بچانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ:۔

ے نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

اگر آپ مئے عرفان کے ساقی ہیں تو گرتوں کو تھامیں اور مرتی ہوئی قوموں کو زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ہے آپ کا مقصد اول اور یہی سچوں کی زندگی کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ اس مقصد کو بھول جائیں گے تو آپ بھی جھوٹ کی طرف سرکنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ اعلیٰ مقصد اتنا عظیم مقصد ہے کہ اس کی حفاظت ضروری ہے اور اس کی حفاظت سب سے پہلے آپ کے دلوں میں ہوگی۔ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہا کریں اور سوچیں کے ہمارے دل کس

طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں ہمیشہ یہ عزم زندہ ہے کہ ہم نے مرتوں کو بچانا ہے، ہم نے گرتوں کو تھامنا ہے، ہم نے بگڑتی ہوئی تقدیروں کو سنبھال کے درست کرنا ہے۔ تو پھر ایسے لوگ یقیناً سچے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو زندہ رکھے جاتے ہیں اور زندہ کرنے کی اہلیتیں ان کو عطا کی جاتی ہیں۔

جیسا کہ میں نے شروع میں یہ بات کھول دی تھی سارا معاملہ ہی سچ اور جھوٹ کی تمیز کا معاملہ ہے۔ **اس پہلو سے احمدیوں کو میرا یہ سبق ہے کہ اپنے سچ کی حفاظت کرے۔** یعنی میری نصیحت ہے اور اس پر میں پہلے بھی زور دے چکا ہوں لیکن اس پہ جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ جب سچائی اور جھوٹ کا مقابلہ ہو تو **بہت ہی ضروری ہے سچی جماعت کے لئے کہ اپنے سچ کی حفاظت کریں۔** اس پہلو سے میں بہت سے رخنے دیکھتا ہوں، اس پہلو سے میں بہت سی کمزوریاں دیکھتا ہوں، بہت سے جھگڑے میرے سامنے آتے ہیں، بہت سے اختلافات ہیں جو قضا میں چلے جاتے ہیں پھر ان کے مقدمے میرے سامنے پیش ہوتے ہیں ان سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو نہایت بلند معیار جس کی جماعت احمدیہ سے توقع کی جاتی ہے اس شان کے ساتھ ہمارے سب احمدیوں میں موجود نہیں بلکہ اس کے برعکس بعض احمدی کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض احمدی افترا سے بھی باز نہیں آتے۔ چھوٹے چھوٹے ادنیٰ جھگڑوں میں وہ جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ خاندانی رشتہ داریوں میں، عائلی تنازعوں میں کھلم کھلا جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ پیغام دیتے ہیں لڑکیوں کے ساتھ تو وہاں کوئی جھوٹ بول دیتے ہیں یا بعض چیزوں کو چھپا لیتے ہیں جو نہیں چھپانی چاہئیں، صاف گوئی سے کام نہیں لیتے۔ اگر چہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جس قسم کے مناظر دوسری دنیا میں دکھائی دے رہے ہیں ان کے مقابل پر احمدی بہت بلند معیار رکھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن احمدی کا معیار جھوٹوں کو مقابل پر رکھ کر نہیں پرکھا جائے گا۔ احمدی کا معیار سچوں کو سامنے رکھ کر پرکھا جائے گا اور سچوں میں سے بھی سچائی میں منفرد وجود جس سے زیادہ سچا انسان نہ پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ۔ وہ سچائی کا شہزادہ جو سچائی کی دنیا میں منفرد ہو کر چمکا، جو سچائی کی کائنات کا سورج تھا۔ اس کے سامنے رکھ کر اس کی کسوٹی پر احمدیوں کی سچائی کو پرکھا جائے گا۔

اس پہلو سے چونکہ معیار بہت ہی بلند ہے ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کسوٹی کے مطابق سچا کہلانے کا مستحق ہو۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ میں چند لوگوں کو الگ نہیں کرتا میں اپنی ذات کو بھی بیچ میں شامل کرتا ہوں اور آپ سب میرے ساتھ اس میں شامل ہیں۔ ہمارا سچائی کا معیار اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقرر فرما دیا ہے کہ اگر ہم ساری زندگی اس معیار کو حاصل کرنے کی پورے اخلاص کے ساتھ کوشش کرتے رہیں تب بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ کامل طور پر اس کا نمونہ بن سکیں لیکن یہ ضرور ممکن ہے کہ ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں

پہلے سے سچا دیکھتا چلا جائے اور ہم پورے اخلاص کے ساتھ سچائی کی راہوں میں آگے قدم بڑھاتے رہیں یہ ممکن ہے لیکن اس کے مقابل پر جب ان لوگوں کو دیکھا جائے جو واضح جھوٹ بولتے ہیں، کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں، افترا کرتے ہیں، اپنے ادنیٰ مفادات کی خاطر فوراً جھوٹے بہانے تراشتے ہیں تو دل دہل جاتا ہے اور انسان حیران ہوتا ہے کہ اگر سچائی اور جھوٹ کا ہی جھگڑا تھا تو ہم اس حالت میں پھر قوم کو کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو چکے ہو اور ہم سچے۔ اس لئے جس کو ہم سچا کہتے ہیں وہی سچا شمار ہوگا جس کو تم جھوٹا کہتے ہو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ تم خود جھوٹے ہو۔

یہی ہے آخری خلاصہ ہمارے جہاد کا، اسی کے اوپر بات طے ہوئی ہے۔ اسی کے نتیجے میں یوم فرقان ظاہر ہوگا۔ اس لئے احمدیوں کو اپنی سچائی کی حفاظت کی طرف پہلے سے بہت زیادہ توجہ کرنی چاہئے لیکن عجیب حالت ہے انسان کی کہ غفلت کی حالت میں دن گزارتا ہے اور جب وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے اپنے دفاع میں تو بسا اوقات اس شدت کے ساتھ اس پر قائم ہوتا ہے گویا وہ سچا ہے اور اس کو جھوٹا کہنے والا ایک ظالم ہے۔ وہ کہتا ہے اچھا مجھے تم جھوٹا کہہ رہے ہو تم ہوتے کون ہے۔ اتنی بیوقوفی کی حالت ہے انسان کی بعض صورتوں میں کہ وہ اپنے بنائے ہوئے جھوٹ کا بھی غلام بن جاتا ہے اور Behave اس طرح کرتا ہے، ردعمل اس طرح دکھاتا ہے گویا واقعۃً سچا ہے۔ چنانچہ جب میرے پاس بعض مقدمے، بڑے کم آتے ہیں لیکن جتنے بھی آئیں ان میں بعض لوگ اسی طرح اپنے جھوٹ کے اوپر بڑی شدت کے ساتھ قائم ہو کر مطالبے کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک صاحب کا میں نے ذکر کیا تھا پہلے بھی شاید کہ مجھے وہ لکھ رہے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ ساری زندگی میں نے جھوٹ نہیں بولا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ساری زندگی شاید ہی انہوں نے سچ بولا ہو اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ مجھ سے کہا جس کا مطلب ہے وہ اپنے جھوٹ کے شکار ہو چکے ہیں ان کو پتا ہی نہیں کہ ان کی حالت کیا ہے۔ ایسی صورت میں بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے کام لیکن اپنے گردوپیش کی حفاظت کرنی چاہئے، نصیحت سے کام لینا چاہئے۔

سب سے اہم بات بنیادی طور پر جھوٹ کے معاملے میں یہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جب بھی انسان کوئی غلطی کرتا ہے اور وہ غلطی پکڑی جاتی ہے تو پہلا ردعمل انسان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ اب جھوٹے کئی قسم کے ہیں۔ بعض تو پھر وہ بہانے بناتے ہیں، اپنے نفس میں سوچتے ہیں یہ یوں نہیں یوں ہے۔ اگر یہ کہوں گا تو بات مانی جائے گی مجھے شاید جھوٹ بھی نہ زیادہ بولنا پڑے لیکن دوسرا سمجھ جائے گا کہ ہاں اس لئے اس نے ایسا کیا ہو گا۔ چنانچہ جو نسبتاً سچے لوگ ہیں وہ اس قسم کے بہانے تراشتے ہیں اور اگر وہ خود تجزیہ کر کے دیکھیں تو ان کو پتا چلے گا کہ وہ بہانہ شروع سے ہی جھوٹا ہے۔ سیدھی طرح جرأت ہونی چاہئے یہ کہنے کی ہاں ہم سے غلطی ہوئی ہے۔

چنانچہ اکثر صورتوں میں اس قسم کا جھوٹ تو آپ کو اس کثرت سے ملے گا کہ آدمی کی طبیعت منغض ہو جاتی ہے اس کی کثرت دیکھ کر۔ کسی جگہ کوئی آدمی کسی غلط کام میں پکڑا جائے آپ اسے کہیں تم نے یہ کیا کیا۔ بلا استثناء تو نہیں میں کہہ سکتا لیکن بھاری صورتوں میں اس کا ردعمل یہ ہوگا کہ نہیں نہیں یہ نہیں آپ نہیں سمجھے بات کو میں اس لئے کر رہا تھا، اور اس لئے کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ خود جانتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں میں اس لئے نہیں کر رہا تھا میں اس لئے کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ جو پہلا ردعمل ہے کہ میں اپنے آپ کو صاف اور پاک کر کے دکھاؤں اس میں نیت بظاہر اچھی ہے لیکن طریق کار غلط ہے۔ انسان دوسرے کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہے یہ بنیادی فطرت ہے انسان کی اور اچھا بننے کی خاطر خدا کی نظر میں گندہ بن رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس کا تجزیہ یہ فرمایا تم لوگوں سے ڈرتے ہو مجھ سے نہیں ڈرتے، عجیب قسم کے لوگ ہو۔

چنانچہ جھوٹ شرک سے پیدا ہوتا ہے۔ اس راز کو آپ اگر سمجھ جائیں تو آپ کو جھوٹ کے خلاف جہاد میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جھوٹ کو شرک ہی قرار دیا ہے۔ جب بھی آپ اپنا دفاع کرتے ہیں اس وقت دو وجود ہیں جو آپ پر نظر رکھ رہے ہیں۔ ایک آپ جیسے انسان جو عالم الغیب نہیں ہیں اور ایک عالم الغیب خدا جو آپ پر نظر رکھتا ہے۔ آپ ایک کے سامنے اچھا بن رہے ہوتے ہیں دوسرے کے سامنے گندہ بن رہے ہوتے ہیں اور جس کے سامنے آپ گندہ بن رہے ہوتے ہیں وہی ہے اس لائق کے اس کے سامنے اچھا بن کے دکھایا جائے۔ چنانچہ اس سے پھر جھوٹ کا آغاز ہوتا ہے اور پھر اگلے جو جھوٹ کے مراحل ہیں وہ اس دبی ہوئی کمزوری کو مزید ظاہر کرتے چلے جاتے ہیں۔ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اس کی تصویر بننی شروع ہو جاتی ہے کہ چونکہ انہوں نے شروع شروع میں جو بہانے بنائے تھے وہ جھوٹے تھے اور دنیا کی نظر میں وہ جھوٹ نہیں آسکا اس لئے خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے دل کے مرض کو اور بڑھنے دے یہاں تک کہ وہ کھل کر سامنے آجائے۔

پھر یہی لوگ ہیں جن کا اگلا قدم کھلے جھوٹ کی طرف ہوتا ہے اور ہر جھوٹ میں ایک دفاع ہے اپنی ذات کا۔ اس کے نتیجے میں پھر رفتہ رفتہ ساری قوم جھوٹی ہو جاتی ہے۔ پھر اپنی ذات کا دفاع نہیں بلکہ دوسرے معصوموں کو پھسانے کے لئے، ان پر ظلم کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے جس کو افترا کہتے ہیں اور اس وقت جو قوم کی حالت ہے وہ اس درجہ میں بھی بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ کوئی آپ مقدمہ دیکھ لیں کوئی آدمی کہیں قتل ہوا ہے اس کے نتیجے میں کھلم کھلا واضح جھوٹ بولتے ہوئے بلا استثناء کہوں تو شاید یہ مبالغہ نہیں ہوگا ایسے لوگوں کے نام لکھوائے جاتے ہیں جن کے

متعلق نام لکھوانے والوں کو علم ہوتا ہے کہ وہ اس سانحہ کے وقت وہاں قریب بھی نہیں تھے وقوعہ کی جگہ سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں تھا اور ایک آدمی نے اگر ایک آدمی کو مارا ہے تو دس بڑے بڑے مخالف گروہ کے آدمیوں کے نام لکھوائے جاتے ہیں اور بعض دفعہ بعض بالکل معصوم لوگ پھانسی پہ بھی چڑھا دئے جاتے ہیں کیونکہ جھوٹ کے ذریعے، رشوت کے ذریعے اتنا مضبوط کیس تیار کر دیا جاتا ہے کہ بعض دفعہ معصوم آدمی کی طاقت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنا دفاع کر سکے۔

یہ مظالم جس ملک میں بڑھتے چلے جائیں وہاں خدا کا فضل کیسے نازل ہو سکتا ہے؟ دن بدن محرومی ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے اس بات کو آپ پیش نظر رکھیں کہ اگر یہ مرض ہے جھوٹ کی تو یہاں نہیں رہے گی جہاں سے آپ نے اس کو شروع کیا تھا یہ بڑھتی رہے گی اور بڑھ کر پھر یہ منظر عام پر اچھلے گی پھر نہایت ہی بھیانک صورتیں اختیار کر جائے گی اور خدا سے آپ کا جو رشتہ ہے وہ پھر اس طرح منقطع ہو جائے گا کیونکہ ظالم کے ساتھ خدا کا رشتہ نہیں رہتا کہ اس سے پھر کسی قسم کی توقع رکھنی یا اس کے پیاروں کے ساتھ پیار کا دعویٰ بالکل سراسر جھوٹ بن جاتا ہے۔ اب وہ مولوی صاحبان، وہ پیر صاحبان جن کو پتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں، جن کو پتا ہے کہ وہ آدمی جو مظلوم ہیں جن کے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا ان کے متعلق یہ کیس بنانا کہ اس نے قتل کروایا ہے اس سے زیادہ بڑا افترا اور کیا ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی وہ پیر ہیں، پھر بھی وہ مذہبی عالم ہیں۔ ان کو یہ کیا حق ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کریں کجا یہ کہ آپ کی محبت اور آپؐ کے عشق میں ہم نے کسی آدمی کو مارا ہے۔ جھوٹ اور سچ کا کوئی بھی واسطہ نہیں آپس میں کوئی بھی تعلق نہیں، ایک جگہ اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔

اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی محبت اور عشق کے ساتھ جھوٹ اکٹھا نہیں پنپ سکتا ان کی یہ کیفیت ہو چکی ہے۔ احمدیوں نے بھی اگر فوری طور پر اپنی اس حالت کو نہ سمجھا، اپنے دلوں کا تجزیہ نہ کیا اور روزمرہ کی زندگی میں جھوٹ سے بچنے کی باقاعدہ کوشش نہ کی مہم بنا کر، سوچ کر بالارادہ اس وقت تک ایسے معاشرے میں رہتے ہوئے ان کی سچائی کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ معاشرے جس میں رفتہ رفتہ کم تعداد کے لوگوں پر غالب آجایا کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے کے لئے ایک باقاعدہ نیت کر کے جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے، منصوبہ بنا کر جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے ساری جماعت احمدیہ پاکستان کو خصوصیت کے ساتھ، **ساری دنیا کی جماعتوں کو بالعموم لیکن پاکستان کی جماعت کو خصوصیت کے ساتھ جھوٹ کے خلاف منصوبہ بنانا چاہئے اور گھروں سے اس کا آغاز کرنا چاہئے۔** ایک دفعہ جب آپ جھوٹ کے عادی ہوں جیسے کہ میں نے بیان کیا یہ ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔

پس جھوٹے عمل سے جھوٹ پیدا ہوتا ہے اس دوسرے راز کو بھی آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ ہر

دفعہ جب آپ جھوٹ کا تجزیہ کریں گے آپ دیکھیں گے کہ ایک آدمی غلط عمل میں پکڑا گیا اور اس غلط عمل کو سچا دکھانے کی خاطر اس کو جھوٹ بولنا پڑا۔ اگر یہ بات ہے اور ہے ہی یہ بات تو جب تک احمدی سچا عمل نہیں کرتا اس کی سچائی کی کوئی ضمانت نہیں کیونکہ ایسے بہادر بہت کم دنیا میں ہوتے ہیں جو غلط عمل میں پکڑے جائیں اور پھر سچ بولیں۔

اس لئے اگر احمدی نے سچا ہونا ہے تو اس کو سچا عمل کرنا ہوگا۔ جھوٹے عمل کے ساتھ سچائی نہیں رہ سکتی اور امر واقعہ یہ ہے کہ زبان پر جو بات جاری ہوتی ہے وہ پہلے دل میں اور عمل میں بنتی ہے۔ اگر عمل سچا ہے تو سچائی ظاہر ہوگی اگر عمل جھوٹا ہے تو جھوٹ ظاہر ہوگا۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف جہاد کرو تو یہ مراد نہیں ہے کہ علامتیں اس کی Suppress کر دو۔ جو بیماری کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ان کو دبا دو بلکہ **بیماریوں کو جڑوں سے اکھیڑو۔ ان اعمال کے خلاف جہاد کرو جن کے نتیجے میں جھوٹ نے پیدا ہونا ہی ہونا ہے** اور پھر ایک دفعہ جب وہ اعمال پیدا ہو جائیں تو پھر جھوٹ کا مقابلہ کرنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ بچوں میں شروع میں جرأت پیدا کرنی چاہئے۔ **بچوں میں اگر آپ یہ کام زیادہ توجہ سے کریں تو نسبتاً بہت آسان ہے۔ ماؤں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، اسی طرح باپ کی بھی اور بڑے بھائیوں اور بہنوں کی بھی کہ بچپن سے بچوں کو سچائی پر قائم رکھیں مذاق میں بھی نہ اس کو جھوٹ بولنے دیں** اور جب وہ جرم کرتا ہے اور سچ بولتا ہے تو اس کو معاف کریں، اس پہ سختی نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے اس کی سچائی پر سختی کی تو وہ خوفزدہ ہو کر جھوٹ کی طرف مائل ہو جائے گا۔ ایک دفعہ بچہ اگر جھوٹ کی طرف مائل ہو جائے تو پھر اس کو بڑے ہو کر سچائی کی طرف مائل کرنا، سچائی کی طرف راغب کرنا بہت ہی مشکل کام ہو جائے گا۔

بہر حال یہ ایک تفصیلی مضمون ہے اس کی دو بنیادیں میں نے آپ کو بتادی ہیں۔ پہلی بنیاد جھوٹ کی شرک کے اوپر قائم ہے۔ غیر اللہ کا خوف اور جب غیر اللہ کا خوف اللہ کے خوف سے ٹکراتا ہے تو اللہ کا خوف دب جاتا ہے اور غیر اللہ کا غالب آجاتا ہے اس وقت لاحول کہنے کی انسان کو پھر کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ جب کہتے ہیں لاحول ولا قوۃ جب حول غیر کا آ گیا تو الا باللہ کا سوال ہی باقی نہیں رہا۔ اسی طرح لا الہ کا مضمون بھی اسی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جب آپ نے دوسرے کو الہ مان ہی لیا تو پھر لا الہ الا اللہ کا کوئی مضمون باقی نہیں رہا۔ تو شرک کے خلاف جہاد اور جھوٹ کے خلاف جہاد اس لحاظ سے ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔

دوسری بات جھوٹ کو اگر آپ نے حقیقۃً ختم کرنا ہے سوسائٹی سے تو نیک اعمال کی طرف متوجہ کریں، جرائم سے باز رکھیں احمدیوں کو۔ ہر قسم کے جرائم کے خلاف جہاد کریں تا کہ احمدی کی زندگی پاکیزہ ہو اس کو ضرورت ہی نہ پڑے جھوٹ بولنے کی۔ تیسرے اگر کوئی جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے بداعمالی کی وجہ سے تو اس کو خدا کا خوف

دلائیں اور اس میں انسانی اخلاقی جرأت پیدا کریں کہ پھر وہ بداعمال کے نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار ہو اور جھوٹے خدا کا سہارا نہ لے۔ بات وہی شرک پر ہی ٹوٹتی ہے آکر۔ یہ بھی شرک کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی بات ہے۔

اس کے لئے میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے بچپن میں بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں جہالت زیادہ ہے اور اور بھی کئی ملکوں میں جہالت ہے لیکن ہماری جہالت کا جھوٹ کے ساتھ ایک گہرا رشتہ ہے اور اکثر مائیں، اکثر بڑے بھائی بہن، اکثر والد بھی اپنے بچوں میں بعض دفعہ جھوٹ دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں اس کے اوپر اور اس کی چالاکیوں پر لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں کہ اس طرح اس نے چالاکی کی اس طرح جھوٹ بولا اور اگلی نسل کی ہلاکت کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔ بہت بڑا جرم کرتے ہیں خدا اور بنی نوع انسان کے خلاف۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف جہاد کو ایک باقاعدہ منظم مرتب صورت میں ایک منصوبے کے تحت اختیار کیا جائے گا اور یہ ہر ملک کے مجالس عاملہ کا کام ہے کہ اس بارے میں بھی کبھی بیٹھیں اور غور کریں، جائزہ لیں کہ ہمارے ملک میں کیا حال ہے اور جب اس بات کا جائزہ لینا ہو تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو تنازعات احمدیوں میں پائے جاتے ہیں ان پر غور کر کے دیکھ لیں۔ اگر تنازعات کے وقت جھوٹ نہیں بولا جا رہا تو قوم سچی ہے۔ اگر تنازعات کے وقت جھوٹ بولا جا رہا ہے تو قوم سچی نہیں قرار دی جاسکتی۔ تنازعات زیادہ ہوں تو زیادہ جھوٹ ہے، تنازعات کم ہوں تو کم جھوٹ ہے یہ بھی ایک علامت ہے۔ تو جھگڑے جتنے زیادہ جماعتوں میں پائے جائیں گے اتنا جماعت کے اعمال کا رجحان جھوٹ کی طرف ہے۔ جتنا زیادہ جھگڑوں میں جھوٹ بولا جائے گا اتنا ہی زیادہ یہ جھوٹ نما آئینہ ہوگا قوم کے لئے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ حکمت کے ساتھ مناسب تجزیے کے ذریعے جائزے لیں اور پھر ان برائیوں کی تشخیص کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا: ۔ نماز جمعہ کے بعد کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔

ایک محمد صادق صاحب ساکن جنگ پور تحصیل و ضلع اوکاڑہ ان کے متعلق چوہدری محمد یعقوب صاحب جن کے غالباً یہ ماموں تھے انہوں نے لکھا ہے بہت نیک مخلص اور سادہ طبیعت انسان تھے، موصی تھے۔ بہت دور دور جا کر ان کو جمعہ پڑھنا پڑتا تھا کیونکہ وہاں ان کے گاؤں میں کوئی اور احمدی نہیں تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کبھی جمعہ مس نہیں کرتے تھے اور بھی کئی خوبیاں لکھی ہیں مگر بہرحال اس وقت تفصیل سے بیان کرنے کا وقت نہیں۔

ایک ہمارے حامد بن ابراہیم صاحب کی جواں سال وفات کی اطلاع ملی ہے۔ ۲۹ سال کی عمر میں دل کے دورے سے وفات پا گئے۔ یہ ہمارے مرحوم شہید ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر کی بیگم کے بھانجے تھے گویا عون بن عقیل اور

مسلم بن عقیل یہ دونوں ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔

مکرمہ حبیبہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد دین صاحب مرحوم یہ ہمارے ایک سلسلہ کے خدمت کرنے والے بشیر احمد صاحب اختر سیرالیون میں ایک احمدیہ سکول کے پرنسپل تھے ان کی والدہ کی اچانک وفات کی اطلاع ملی ہے ان کے دو بھائی وحید اور منیر یا ایک دو اور یاد نہیں مجھے نام، تین بھائی جو یہاں ہیں اس وقت انگلستان میں۔

ملک محمد انور صاحب گوجرانوالہ۔ ان کے متعلق بھی کسی دوست نے باہر سے لکھا ہے۔

محمد شمس الدین صاحب کیرالہ انڈیا کے۔ ان کے بیٹے نے کہا ہے کہ یہ ۱۹۳۴ء میں احمدی ہوئے تھے اور ان کے بیان کے مطابق اس علاقے کے پہلے احمدی تھے اور کیرالہ کی ایک جماعت کے نائب صدر تھے۔

مکرمہ ناصرہ صاحبہ کراچی۔ ان کے بیٹے امریکہ میں ہیں وہاں سے انہوں نے اطلاع بھجوائی ہے کہ میری والدہ کی کراچی میں وفات ہوگئی ہے۔ مکرم رشید احمد صاحب سہیل ان کی وفات امریکہ میں ہوئی ہے بہرحال خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہم نے جنازہ کی دعا تو خدا کے حضور کرنی ہے ان کی زیادہ تفصیل نہ بھی معلوم ہو۔ رشید احمد صاحب سہیل کو بھی جنازہ کی نماز میں شامل کریں۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قریشی غلام سرور صاحب خانپور۔ یہ ہمارے مبلغ سلسلہ جو جرمنی میں اس وقت نائب امیر ہیں عطاء اللہ صاحب کلیم ان کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے بہنوئی بھی کچھ عرصہ پہلے وفات گئے اب یہ ان کی ہمشیرہ کی بھی ربوہ سے اطلاع ملی ہے اور یہ خود غالباً خانپور میں تھیں وفات کے وقت۔

یہ آٹھ نماز جنازہ غائب ہیں جو انشاء اللہ نماز جمعہ کے بعد پڑھے جائیں گے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

میں ایک تصحیح کرنی بھول گیا تھا۔ گزشتہ جمعہ یا اس سے پہلے جمعہ ایک جنازہ پڑھا گیا تھا ارشاد احمد شکیب صاحب کا۔ اس جنازے کے اعلان کے وقت میں نے غلطی سے یہ کہا تھا کہ ان کا ایک ہی بیٹا احمدی تھا جو واقف زندگی ہے جنہوں نے وقف کر دیا تھا باقی بھائی احمدی نہیں لیکن وہ غلط اطلاع تھی۔ لکھنے والے نے ہیں لکھا ہے اس کے اوپر نقطہ اس طرح پڑھ گیا ہیں کے شروع میں کہ وہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ لکھنا چاہئے تھا کہ سارے بچے احمدی ہیں باقی غیر احمدی ہیں اس کی وجہ ایک کو الگ کر کے باقیوں کے متعلق لکھا کہ باقی پانچ بھائی احمدی آگے نہیں پڑھا جا رہا تھا۔ اس وجہ سے وہ غلطی ہوگئی اور پاکستان سے ان کا احتجاج ملا کہ ہم تو اچھے بھلے احمدی ہیں اللہ کے فضل سے ہمیں حضور کے خطبے میں غیر احمدی بنا دیا ہے۔ تو وہ غلطی ہوگئی تھی بہرحال اس کی تصحیح ضروری ہے۔